بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فوائد مکیہ کی وجہ تسمیہ

س: فوائد مکیہ کا معنی کیا ہے؟

ج: فوائد کی جمع فائدہ مکیہ کا معنی مکہ مکرمہ والے

تعریف:- ان فوائد کا مجموعہ جو مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے حاصل کیے۔

س: لمعات شمسیہ کا کیا معنی ہے

ج:- لمعات کا معنی ہے کیرن شمسیہ کا معنی ہے سورج یعنی سورج کی کیرن میں جس طرح سورج کی کیرن سے انسان کو رہنمائی ملتی ہے اس صاحب حاشیہ کو جب مشکل کا سامنا پڑتا تو حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ ان کی رہنمائی فرماتے جس طرح سورج انسان کی رہنمائی کرتا ہے اس لیے صاحب حاشیہ نے اس کا نام لمعات شمسیہ رکھا ہے۔

س: فوائد مکیہ کے مصنف کا نام کیا ہے؟

ج: حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکی قدس سرہ۔

س: حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن کی وفات کب ہوئی؟

ج: تقریباً 50 سال تک اپنے فیض سے خدا کی مخلوق کو علم دیتے رہے۔ 70 سال سے زائد عمر میں 6 جمادی الاول سنہ 1349 عشاء کے وقت آپ کا وصال ہوا وزیر لکھنؤ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

س: آپ کا آبائی وطن کون سا تھا؟

ج: آپ کا آبائی وطن شمس آباد تھا۔

س: فوائد مکیہ کے مصنف نے علم تجوید کن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی؟

ج: 1) حضرت مولانا قاری عبداللہؒ صاحب

2) مولانا رحمت اللہؒ کیرانوی مہاجر

3) مولانا غازی صاحب

4) مولانا حسن کانپوری

س: فوائد مکیہ کے مصنف کے والد گرامی بھائیوں کے نام تحریر کریں؟

ج: فوائد مکیہ کے مصنف کے والد کا نام حاجی محمد بشیر خان تھا۔

مصنف صاحب کے تین بھائی تھے:۔

1) حضرت استاد المجوّدین مولانا قاری عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔

2) مولانا قاری نور محمد صاحب۔

3) مولانا قاری حبیب الرحمٰن صاحب۔

س: فوائد مکیہ کے مصنف صاحب کے مشہور پانچ شاگردوں کے نام تحریر کریں؟

1) قاری ضیاء الدین صاحب نارہ

2) قاری عبداللہ صاحب مراد آبادی

3) قاری عبدالوحید الہ آباد

4) قاری عبدالمالک صاحب

5) حضرت مولانا قاری محبوب علی صاحب

س: فوائد مکیہ کے مصنف صاحب نے برصغیر کے کن کن مدارس میں فرائض سرانجام دیے؟

ج: 1. مدرسہ احیاء العلوم متصل سٹیشن الہ آباد 2. مدرسہ فرقانیہ

س: فوائد مکیہ کے مصنف صاحب کا انداز تدریس بیان کریں!

[illegible]

ج: حضرت قاری صاحب کا پڑھانے کا انداز بڑا شائستہ اور تھا قرآن کریم کی عظمت کا ہر دم غالب رہتا حضرت قاری عبدالرحمن مکی صاحب کا پڑھانے کا انداز نہایت علمی اور عام فہم ہوتا ہے آپ ہر طالب علم کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق پڑھاتے تھے۔

س: فوائد مکیہ کے مصنف صاحب کا انداز قراءت بیان کریں؟

ج: قاری عبدالرحمن صاحب کو لہجات پر بڑا عبور تھا کیونکہ

تمام تر دینی تعلیم و استفادہ مکہ مکرمہ سے فرمایا تھا

اس لیے حجازی حسینی اور دیگر عربی لہجوں پر دسترس

حاصل تھی حجازی لہجے پر خصوصی زور دیتے۔

س: فوائد مکیہ کے بریلوی اور حنفی ہونے کے بارے میں کوئی

دلیل پیش کریں؟

ج: حضرت قاری عبد الرحمن صاحب مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر

مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے بعض حضرات بقول حضرت قاری

صاحب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے بیعت تھے۔

پہلی فصل

مُقَدَّمَۃ:- آگے کیا ہوا

مُقَدِّمہ:- آگے ہونے والا، آگے کرنے والا

مُقَدِّمَہ کی دو قسمیں ہیں

1. مقدمۃ الکتاب 2. مقدمۃ العلم

مُقَدِّمَۃ الکتاب:- الفاظ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو آسانی سہولت اور بصیرت کیلئے اصل مقصد سے پہلے ذکر کیا گیا ہو۔ اور اصل مقصد سے گہرا تعلق اور ربط ہو۔

مُقَدِّمَۃ العلم:- الفاظ کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں شروع ہونے والے علم کی تعریف۔ موضوع۔ غرض۔ غایت اور موجد کا ذکر کیا گیا ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بِ. استعانت مدد طلب کرنا

اِسْمِ. نشان علامت

اللّٰہِ. اللّٰہ کا ذاتی نام ہے

الرَّحْمٰنِ. بہت رحم فرمانے والا

الرَّحِیْمِ. ہمیشہ رحم فرمانے والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمام تعریفیں خاص ہیں اللّٰہ کیلئے وہ اللّٰہ جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے

اَلْحَمْدُ. تمام تعریفیں

لِلّٰہِ. اللّٰہ تعالیٰ کیلئے

رب العلمین. تمام جہانوں کا رب

وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

درود اور سلام اوپر رسولوں کے سردار

سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے سردار اور ہمارے نبی اور شفاعت کرنے والے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ

اور ان کی آل پر اور صحابہ پر اور ازواج مطہرات پر

وَ ذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آپ کی ساری امت پر سب پر

صَلوٰۃ کے معنی :-

صلوٰۃ کے معنی بہت ہیں دعا نماز وغیرہ لیکن جب صلوٰۃ کی ~~بہت~~ نسبت اللہ کی طرف ہو تو رحمت نازل کرنا، فرشتوں کی طرف ہو تو ~~مغفرت کی دعا کرنا~~ امت کی مغفرت کی دعا کرنا اور اگر انسانوں کی طرف ہو تو درود پاک پڑھنا نزول رحمت کی دعا کرنا۔

وَاَزْوَاجِہٖ ازواج زوج کی جمع ہے

اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جو امہات المومنین کے لقب سے سرفراز ہوگی

ان کے نام درج ذیل ہیں

1) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
2) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
3) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
4) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا
5) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
6) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
7) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا
8) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
9) حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
10) حضرت میمونہ بنت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
11) حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا
12) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ..

13) حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں اختلاف ہے بعض آپ کو ازواج مطہرات میں شامل کرتے ہیں اور بعض لونڈیوں میں =

وَذُرِّيّٰتِهٖ ذریات ذریت کی جمع ہے

ذریت سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نبی ہے جن کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جن کے اسماء کی تفسیر اس طرح ہے

1) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2) حضرت طیب یا طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رسول کا معنیٰ	بھیجا ہوا
مُرْسَل کا معنیٰ	بھیجا ہوا
مُرْسِل کا معنیٰ	بھیجنے والا

رسول کی تعریف: رسول اللہ کے اس برگزیدہ بندے کو کہتے ہیں. جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کیلئے بھیجا ہو اور نبی شریعت بھی لے کر آئے.

نبی کی تعریف: نبی اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کیلئے بھیجا ہو چاہے وہ شریعت لے کر آئے یا نہ آئے۔

س۱: شروع ہونے والے علم کی تعریف کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج: علم شروع کرنے سے پہلے اس کی تعریف کا جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ مجہول چیز کی طلب لازم نہ آئے۔

س۲: مجہول سے کیا مراد ہے؟

ج: مجہول چیز سے مراد دیگر علوم کے متعلق نہ پڑھنا مثلاً صرف نحو وغیرہ۔

س۳: موضوع کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج: موضوع کا جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ وہ علم دوسرے علم سے ممتاز رہے۔

س۴: غرض کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج: تاکہ غفلت کو دور کیا جاسکے سستی تاکہ حکم الہٰی پورا ہو سکے۔

تاکہ غفلت اور سستی کو دور کیا جاسکے اور حکم الہٰی پورا ہو سکے۔

س۴: حکم کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج: حکم کا جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ ناجائز چیز کا علم حاصل نہ ہو بلکہ جائز کا علم حاصل ہو۔

س۵: غایت کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج: غایت کا جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ تجوید قواعد کے مطابق قرآن شریف پڑھا جائے۔

جاننا چاہیے قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت ہی

ضروری ہے اور مؤلف علیہ الرحمۃ نے نہایت کی قید

لگائی کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی عظمت

ظاہر ہو۔ اور ضروری فرض کے معنی میں ہے جسکی

فرضیت قرآن حدیث اور اجماع تینوں سے ثابت

ہے قرآن کریم میں ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

حدیث میں ہے۔ رُبَّ قَارِیٍٔ اَلْقُرْاٰنَ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ

اجماع میں ہے۔ وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ

الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ۔ اور اگر تجوید سے قرآن کریم نہ پڑھا گیا۔ تو پڑھنے

والا خطاوار کہلائے گا۔ یعنی اگر لحن خفی لازم آئے تو اہل

فن کی نزدیک مجرم ہو گا۔ لحن جلی کا پڑھنا اور سننا

دونوں حرام ہیں۔ اور لحن خفی مکروہ ہے۔

لحن کی دو قسمیں ہیں

1 لحن جلی 2 لحن خفی

لحن جلی کی پانچ قسمیں ہیں۔

1) حرف کو حرف سے بدلنا۔

2) حرکت کی جگہ سکون یا سکون کی جگہ حرکت پڑھنا۔

3) حرکت کو حرکت سے بدلنا۔

4) حرکت کو اتنا کھینچنا کہ حرف مد بن جائے یا حرف مد کو اتنا کم کرنا کہ حرکت بن جائے۔

5) مشدد کو مخفف یا مخفف کو مشدد پڑھنا۔

یہ غلطیاں لحن جلی میں داخل ہیں۔ اور لحن جلی حرام کا مرتکب گنہگار ہوگا۔

ضروری بمعنی فرض ہے اور اس کی فرضیت قرآن، احادیث
اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا اس کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ فرمائی ہے۔

احادیث مبارکہ سے جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا
زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ. تم قرآن کریم کو زینت دو اپنی
آوازوں سے

اجماع امت سے جیسا کہ وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ مَنْ
لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ اور تجوید کا حاصل کرنا نہایت ہی
لازمی اور ضروری ہے جس شخص نے قرآن مجید کو تجوید کے
ساتھ نہ پڑھا وہ گنہگار ہے

لہجے کی تعریف: قوائد تجوید کی پابندی کرتے ہوئے آواز کو خوبصورت بنا کر پڑھنے کو لہجا کہتے ہیں۔

خوش آواز سے قرآن مجید پڑھنے سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بکثرت آئی ہیں
جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں=

1) عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ=

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو قرآن کریم کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں=

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کریم کو مزین کرو= اگر قوائد تجوید کے خلاف نا ہو ورنہ مکروہ ہے اگر لحن خفی لازم آئے اور اگر لحن جلی لازم آئے تو حرام ممنوع ہے۔

س: لحن جلی حرام کیوں ہے؟

ج: کلام اللہ میں تحریف ہو جاتی ہے یعنی تغیر اور تبدیل ہو جاتا ہے اس لیے حرام ہے۔

لہجیں کے تین حکم ہیں

1) قوائد تجوید کی پابندی کرتے ہوئے عربی لہجے میں پڑھنا مُستحسَن عمل ہے۔

2) قوائد تجوید کے خلاف پڑھنے میں لحن جلی لازم آئے تو حرام ہے۔

3) قوائد تجوید کے خلاف پڑھنے میں لحن خفی لازم آئے تو مکروہ ہے۔

س: لحن خفی مکروہ کیوں ہے؟

ج: کلام اللہ کی زینت ختم ہو جاتی ہے اس لیے مکروہ ہے۔

س: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننے کے بعد درود پڑھنا واجب ہے؟

ج: مصنف علیہ الرحمہ نے خطبہ میں صلوۃ اور سلام دونوں کو جمع
کر کے آیہ کریمہ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کا امتثال کیا ہے اور
اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف
پڑھنا درودِ ابراہیمی کے ساتھ خاص نہیں ہے نیز وہ صرف صلوۃ
پر مشتمل ہے اور آیۂ کریمہ میں سلام کا بھی ذکر ہے اور نماز
میں اس کے حسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں تشہد
میں اس سے قبل سلام کا ذکر موجود ہے فلہذا غیر نماز میں اولیٰ
یہی ہے کہ صلوۃ و سلام دونوں کو جمع کر کے ذکر کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننے کے بعد آپ پر درود شریف پڑھنا واجب
ہے۔ اگر ایک مجلس میں بار بار ذکر ہو تو امام طحاوی
کے نزدیک ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور جمہور کے نزدیک
صرف ایک بار۔

س: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ سید کے استعمال کو ناجائز قرار دینے کا بطلان؟

ج: بعض لوگوں نے درود شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ سید استعمال کرنے کو منع کیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُسَیِّدُوْنِی اس کا جواب یہ ہے کہ: اول تو یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے خود لفظ سید استعمال فرمایا آپ نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ۔

س: صحابۂ کرام پر درود شریف پڑھنے کا ثبوت؟

ج: صحابۂ کرام پر درود شریف پڑھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: چنانچہ ارشاد ہوا صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقات لے کر آتے، تو آپ کے

ان کے لیے دعا فرماتے۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ابن ابی اوفی جب آپ کے پاس صدقات لے کر آئے، تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِی اَوفیٰ فلهذا صحابہ کرام پر درود شریف پڑھنا حضور ﷺ کا طریقہ ہے۔

باب اول

فصل اول استعاذہ اور بسملہ کے بیان میں

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ ضروری ہے اور الفاظ اس کے یہ ہیں
(أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) گو یہ اور طرح سے بھی ثابت ہے مگر بہتر یہ ہے انہی الفاظ سے استعاذہ کیا جائے۔

س: قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ کرنے کے بارے میں کیا دلیل ہے؟

ج: قرآن مجید 14 سپارہ سورۃ نحل میں ہے کہ
فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
جب قرآن کریم پڑھنے کا ارادہ کرو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

اعتراض

اعتراض کرنے میں قراء کرام کا اختلاف

بعض علماء کہتے ہیں کہ استعاذہ قرات کے آخر میں کیا جائے

بعض علماء کہتے ہیں کہ استعاذہ قرات کے شروع میں کیا جائے

استعاذہ قرأت کے آخر میں کرنے والے کہتے ہیں

قرأت فعل ماضی کا صیغہ ہے اس آیت کا معنی ہو گا جب تم نے قرآن پڑھا پناہ مانگ اللہ کی شیطان مردود سے۔

ظاہر الفاظ یہی ثابت ہیں

محققین اور جمہور علماء کرام کے نزدیک استعاذہ قرأت کے شروع میں کیا جائے کیونکہ ماضی پر الفاظ جب اِذا داخل ہوتا ہے تو ماضی کو مستقبل کے معنی میں بدل دیتا ہے

اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح ہو گا۔

جب قرآن کریم پڑھنے کا ارادہ کرو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

اس سے ثابت ہے کہ استعاذہ قرات کے شروع میں کیا جائے

اعتراض

بعض علماء کرام نے استعاذہ کو واجب کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اس سے مراد فرض یا واجب ہوتا ہے۔

اس لیے قرآن کریم کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے استعاذہ کرنا فرض یا واجب ہے

جمہور علماء کرام کے نزدیک قرآن کریم کے شروع میں استعاذہ کرنا
سنت اور مستحب ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں بیدار ہوئے اور
آسمان کی طرف نظر کر کے اس طرح تلاوت فرمائی
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ سے لے کر
سورۃ کے آخر تک یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعوذ نہ
پڑھا اس کی دلیل ہے کہ یہ مستحب عمل ہے فرض یا واجب نہیں =

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر فرض یا واجب ہوتا تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہ سے پاک ہیں کبھی نہ چھوڑتے کیونکہ فرض یا
واجب ادا نہ کرنا گناہ ہے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہ سے پاک ہیں اور نبی تمام گناہ
سے پاک ہوتے ہیں اس لیے جمہور علماء کرام اس کو
مستحب عمل کہا ہے

س: جب استعاذہ واجب نہیں تو مصنف صاحب نے ضروری کیوں کہا؟

ج: اس کا جواب یہ ہے کہ استعاذہ کے حکم کے بارے میں جو اختلاف
وہ اعتقادی اختلاف ہیں۔
ماننے کے اعتبار سے اختلاف ہے ہیں
کوئی واجب سمجھ کر پڑھتا ہے کوئی سنت سمجھ کر عملی طور پر
سب پڑھتے ہیں

مثلا: چونکہ ضروری ہے استعاذہ کو سنت اور مستحب سمجھ کر پڑھنا
کیونکہ سنت اور مستحب سمجھ کر پڑھنے میں آسانی ہے

س: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کو استعاذہ کے پسندیدہ الفاظ
کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: ان الفاظ کو الفاظ وحی سے مطابقت تامہ ہے
نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر انہی الفاظ سے استعاذہ فرماتے
دیگر علماء کرام نے بھی ان الفاظ کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

س: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے علاوہ دوسرے الفاظ سے
استعاذہ کیوں جائز ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ عزوجل نے استعاذہ کرنے کا حکم فرمایا ہے لیکن قرآن کریم
نے استعاذہ کے الفاظ خاص نہیں کیے صرف استعاذہ کرنے کا حکم فرمایا
استعاذہ اس طرح بھی اور کسی طرح سے کیا جائے ادا ہو جائے گا۔

س: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یا اس میں کمی بیشی یا مروی
الفاظ سے استعاذہ کیا جائے تو استعاذہ ہو جائے گا
اور سنت کا ثواب بھی ملے گا؟

ج: غیر ضروری الفاظ یا کسی اور زبان میں استعاذہ کیا
جائے تو استعاذہ پر عمل ہو جائے لیکن سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔

س: بسملہ اگر سورت کا جز نہیں تو لکھی ہوئی کیوں ہے؟

ج: بسملہ ہر سورت کا جز نہیں بلکہ دو سورتوں کے درمیان فرق کرنے آئی ہے۔

اِنْفِصَالِ بَیْنَ السُّوْرَتَیْن

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں

مستند روایت
یہ روایت لکھی ہے

كان المسلمون لا يعرفون انقضاء السورة

(وفي رواية لا يعرفون فصل السورة) حتى تنزل

بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزلت عرفوا

ان السورة قد انقضت (وفي رواية ان السورة

قد ختمت واستقبلت او ابتداءت سورة اخرى

ترجمہ) مسلمانوں کو دو سورتوں کے درمیان فرق اور ابتداء کا پتہ نہیں چلتا تھا چنانچہ بسم اللہ کے نازل ہونے سے سورت کے شروع ہونے یا ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کی معرفت حاصل ہوگئی

اس سے ثابت یہ ہوا کہ بسملہ دو سورتوں کے درمیان فرق کرنے آئی ہے نا کہ ہر سورت کا جز ہے۔

س: سورۃ توبہ کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں لکھی جاتی؟

ج: سورۃ توبہ اور سورۃ انفال کے الگ ہونے میں اختلاف ہے اس لیے اس کے شروع لکھی ہوئی نہیں۔
صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پاس سورۃ توبہ اور سورۃ انفال کے الگ ہونے کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں اس لیے سورۃ توبہ کے شروع میں بسملہ لکھی ہوئی نہیں۔

س: لیکن مصنف فوائد مکیہ نے چاروں وجہوں کو جائز کیوں کہا؟

ج: جن علماء کرام کے نزدیک اس کی دو قسمیں جائز اور دو قسمیں ناجائز ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ درمیان سورت بسملہ کا محل نہیں۔ یہاں بسم اللہ برکت کیلئے پڑھی جاتی ہے اور جب بسم اللہ کو درمیان سورت سے ملا کر پڑھیں تو وہم نہ ہو کہ بسم اللہ سورت کا جز ہے اس وہم سے بچنے کیلئے ان دو قسموں کو ناجائز قرار دیا ہے۔

مصنف فوائد مکیہ کہتے ہیں درمیان سورت بسملہ کا محل نہیں اور لکھی ہوئی بھی نہیں تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہاں بسم اللہ سورت کا جز نہیں تو وہم کیسے ہو سکتا ہے۔ مصنف صاحب کہتے ہیں۔ لوگوں کو بسملہ جزو سورت ہونے میں وہم نہیں ہوگا اس لیے یہ دو قسمیں جائز ہیں۔

شروع قرأت درمیان سورت میں اعوذ پڑھا جائے اور بسملہ نہ پڑھی جائے تو پڑھنے کی دو قسمیں ہیں

1) فصل   2) وصل

وصل کرنے کی شرط یہ ہے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی یا صفاتی نام نہ ہو۔ تاکہ اس کا شیطان کی صفات ہونے کا وہم نہ ہو۔

جب ایک سورت کو ختم کر کے دوسری شروع کی جائے تو تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت جائز نہیں۔ جائز صورتیں فصل کل۔ وصل کل اور فصل اول وصل ثانی جائز ہیں۔ اور وصل اول فصل ثانی جائز نہیں۔

س: وصل اول فصل ثانی کو ناجائز کیوں قرار دیا گیا ہے؟

ج: اس صورت میں بسملہ کا تعلق ختم ہونے والی سورت سے ہو جاتا ہے۔ اور شروع ہونے والی سورت سے کٹ جاتا ہے۔ اس لیے اس قسم کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

س: وصل کل میں بھی بسملہ کا تعلق ختم ہونے والی سورت سے ہو جاتا ہے تو وصل کل کو ناجائز کیوں نہیں کہا؟

ج: ہاں وصل کل میں بسملہ کا تعلق ختم ہونے والی سورت جڑ جاتا ہے لیکن شروع ہونے والی سورت سے کٹتا نہیں۔

فائدہ:- اگر درمیان قرأت کے کوئی کلام اجنبی ہو گیا مگر سلام کا جواب ہی کسی کو دیا ہو تو پھر استعاذہ کو دہرانا ضروری ہے۔

سکوت:- جب بھی کسی طرح بھی تلاوت منقطع ہو جائے تو اسے سکوت کہتے ہیں۔

اجنبی:- ایسا کلام جس کا تعلق قرآن کریم کی تلاوت سے نہ ہو۔ دوران تلاوت ایسا کلام ہو جائے تو استعاذہ ضروری ہے۔

س: بسملہ سورۃ فاتحہ کا جزنہ ہونے کی دلیل؟

ج: علماء کرام جب نماز پڑھتے پڑھاتے بسملہ آہستہ آواز سے پڑھتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں ہر سورت کے شروع میں بسملہ پڑھتے ہیں، ہر سورت کے شروع میں بسملہ پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں لیکن بسملہ ہر سورت کا جز نہ ہونے میں اختلاف ہے۔

قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(صحیح مسلم، نسائی)

"انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو جہراً بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں جہراً بسم اللہ نہ پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ بسملہ سورۃ فاتحہ کا جز نہیں

آواز: وہ ہوا جو پھیپھڑوں سے نکل کر اوتار صوتیہ سے ٹکرا کر باہر نکلے اسے آواز کہتے ہیں۔

سانس: وہ ہوا جو پھیپھڑوں سے نکل کر اوتار صوتیہ سے ٹکرائے بغیر باہر نکلے اسے سانس کہتے ہیں۔

دوسری فصل مخارج کے بیان میں

ترتیل:۔ ترتیل کے دو جز ہیں۔
1- تجوید الحروف 2- معرفۃ الوقوف

تجوید الحروف:۔ کے دو جز ہیں۔
1- مخارج الحروف 2- صفات الحروف

مخارج حروف:۔ کے دو جز ہیں۔
1- مخارج محققہ 2- مخارج مقدرہ
15 2

صفات الحروف:۔ کے دو جز ہیں۔
1- صفات لازمہ 2- صفات عارضہ

صفات لازمہ:۔ کے دو جز ہیں۔
1- صفات لازمہ متضادہ 2- صفات لازمہ غیر متضادہ

س: مخارج کی تعداد میں اختلاف کیوں ہے؟

ج: مخارج کی تعداد میں اختلاف کی بنیادی وجہ قرب اور بعد قوت

اور ضعف ہے۔

علامہ فراء کے نزدیک چودہ مخارج ہیں۔ وہ جوف کو مخرج نہیں کہتے علامہ فراء نے ل-ن-ر میں قرب کا لحاظ کرتے ایک مخرج کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا مخرج بھی قریب ہے

علامہ سیبویہ کے نزدیک سولہ مخارج ہیں وہ جوف کو مخرج نہیں کہتے۔ اس لیے انہوں نے سولہواں مخرج جوف بیان نہیں کیا

امام خلیل کے نزدیک سترہ مخارج ہیں۔ انہوں نے ل-ن-ر- کا الگ الگ مخرج بیان کیا ہے اور قوت اور ضعف کا لحاظ کرتے ایک جوف کا مخرج زائد کیا ہے۔ حروف مدہ امام خلیل اور علامہ سیبویہ کہتے ہیں کہ ل-ن-ر کے مخارج میں قرب ہے لیکن۔ اتنا قرب نہیں کہ ان تینوں کا ایک مخرج بیان کیا جاسکے کچھ بعد بھی ہے ان کے مخارج الگ الگ بیان ہوسکتے ہیں۔

مخارج حروف کے چودہ ہیں۔

مخارج اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ مخارج جمع ہے مخرج کی۔

مخرج: جس جگہ سے حرف ادا ہو اسے مخرج کہتے ہیں۔
یہاں حروف سے مراد حروف مبنی ہیں مخارج حرف مبنی کے ہوتے ہیں

س: حروف مبنی اسے کہتے ہیں جس سے حدیث اور قرآن کے الفاظ لکھے گئے ہیں
ج: حروف تہجی

اعتراض:- جمہور علماء کرام کے نزدیک اُنتیس (29) حروف ہیں۔
لیکن علامہ مُبرد نے اٹھائیس بیان کیے ہیں۔ انہوں نے ہمزہ اور الف
کو ایک حرف شمار کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حرف کی ابتداء میں وہ حرف
خود آتا ہے۔ جیسا کہ جیم کے شروع میں جیم آتا ہے۔ چونکہ الف کے شروع
میں ہمزہ ہے اس سے الف ہمزہ ہی ہے جیسے: (أَلِفْ)

جواب:
اس کا جواب یہ ہے کہ اگر الف حرف نہیں تو ہمزہ بھی حرف نہیں کیونکہ
ہمزہ بھی اپنے نام کے شروع میں نہیں آتا ہے۔

علامہ مُبرد کا جواب یہ ہے کہ ہمزہ اصل میں امزہ ہے سہولت کی وجہ
سے ہمزہ کو ھا سے بدلا گیا۔
مجیب اگر ہمزہ کو ھا سے بدلا جا سکتا ہے۔ تو الف کو بھی بدلا جا سکتا ہے۔
کیونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن حرف سے ابتداء نہیں
ہو سکتی اس لیے الف کو ہمزہ سے بدلا گیا

حروف اصلیہ:- ایسے حروف کو کہتے ہیں جو ایک مخرج سے ادا ہو۔

حروف فرعیہ:- ایسے حروف کو کہتے ہیں۔ جو دو مخرج سے ادا ہو۔

س: مصنف صاحب نے صفات سے مخارج کیوں بیان کیے؟
فوائد مکیہ

ج: مخرج کے لیے حرف کا ہونا ضروری نہیں بلکہ حرف
کے لیے مخرج کا ہونا ضروری
ہے اور صفات کے لیے حرف کا ہونا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ
مخارج ہوں گے تو حروف ادا ہوں گے حروف ادا ہوں گے تو صفات ادا ہوں گی
اس لیے مخارج کو صفات سے پہلے بیان کیا گیا

اعتراض:- حروف زیادہ تو مخارج کم کیوں ہیں. بعض بعض مخرج سے کئی حرف ادا ہوتے ہیں اس لیے مخارج کم ہیں۔

مخارج کی دو قسمیں ہیں۔

۱) مخارج محققہ ۲) مخارج مقدرہ

مخارج محققہ کی تعریف:- ایسا مخرج جس کا تعلق حلق لسان شفتین سے ہو اور جگہ میں ہو ایسے مخرج کو مخرج محققہ کہتے ہیں۔

مخارج مقدرہ کی تعریف:- ایسا مخرج جس کا تعلق حلق لسان شفتین سے ہو اور جگہ میں نہ ہو ایسے مخرج کو مخرج مقدرہ کہتے ہیں۔

مخارج محققہ پندرہ ہیں:-

تین حلق
دس لسانی
دو شفوی

مخارج مقدرہ دو ہیں:-

ایک جوف ۳ حروف مدہ
دوسرا خیشوم

س:
قاف میں قلقلہ واجب اور باقی چار حروف میں قلقلہ کیوں جائز ہے؟

ج: دراصل حروف قلقلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے صرف قاف کو متقلقل بیان کیا ہے۔

لہٰذا اس قاعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے مصنف صاحب نے ق میں قلقلہ واجب اور باقی چار حروف میں جائز قرار دیا ہے۔

کیونکہ صفت قلقلہ کے ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

س
قلقلہ کیوں کیا جاتا ہے یا کیوں کرتے ہیں؟

ج: حروف قلقلہ میں جہر اور شدت دونوں پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے سانس اور آواز دونوں بند ہو جاتے ہیں ان حروف کا ظاہر کرنا مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا شدت اور جہر کے اظہار کیلئے ان حروف میں قلقلہ پایا جاتا ہے۔

صفت توسط:-
اگرچہ صفات متضادہ میں نہیں ہے اس لیے کہ کوئی دوسری صفت کامل طور پر اس کی ضد نہیں مگر غیر متضادہ میں بھی نہیں ہے کیونکہ متضادہ کے ملنے سے یہ صفت پیدا ہوتی ہے اس لیے اس کو متضادہ میں بھی بیان کرتے ہیں۔

س: مصنف صاحب نے صفت اذلاق اور اصمات انحراف اور لین کو کیوں ذکر نہیں کیا؟

ج: صفت اذلاق اصمات اور انحراف بخلاف دیگر صفات لازمہ کے غیر ارادی طور پر یعنی بغیر ارادہ کیے خود بخود ادا ہو جاتے ہیں اس لیے مصنف صاحب نے ان کو بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور لین کو حروف مدہ کے ساتھ مد کے بیان میں مستا نہیں کیا۔

اقوی: اس حرف کو کہتے ہیں جس میں پائے جانے والی ساری صفات قوی ہوں یا ایک ضعیف ہو باقی قوی ہوں جیسے ط

اضعف: اس حرف کو کہتے ہیں جس میں پائے جانے والی ساری ضعیف ہوں یا ایک قوی ہو

قوی: اس حرف کو کہتے ہیں جس میں زیادہ صفات قوی پائی جائیں اور کم ضعیف پائی جائیں

ضعیف: اس حرف کو کہتے ہیں جس میں زیادہ صفات ضعیف پائی جائیں اور کم قوی پائی جائیں

متوسط: اس حرف کو کہتے ہیں جس میں دونوں صفات برابر پائی جائیں = جیسے ب ج

قوی ضعیف

ہمس	ضعیف	صفیر	قوی
جہر	قوی	قلقلہ	قوی
شدت	قوی	تفشی	قوی
رخاوت	ضعیف	لین	ضعیف
توسط	ضعیف		
استعلاء	قوی	انحراف	ضعیف
استفال	ضعیف	مشقا	
اطباق	قوی	مشابہت تکرار	قوی
انفتاح	ضعیف	استطالت	قوی
اذلاق	ضعیف		
اصمات	قوی		

تجوید

ا	جہر
ب	جہر
ت	ہمس
ث	ہمس
ج	جہر
ح	ہمس
خ	ہمس
د	جہر
ذ	جہر
ر	جہر
ز	جہر
س	ہمس
ش	ہمس
ص	ہمس
ض	جہر
ط	جہر
ظ	جہر
ع	جہر
غ	جہر
ف	ہمس
ق	جہر
ک	ہمس
ل	جہر
م	جہر
ن	جہر
و	

ہ	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات		=
ء	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات		=
ی	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین	=

حروف اقویٰ	حروف اضعف	حروف قوی	حروف ضعیف	حروف متوسط
ض	ث	ت	ا	ب
ط	ح	ج	خ	ز
ظ	ف	ص	ذ	
ق	ل	غ	ر	
	م	ء	س	
	و	د	ش	
			ع	
			ک	
			ن	
			ہ	
			ی	

11:35 pm End
Sunday 13-11-2022

تجوید چارٹ

ا	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	
ب	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقلہ
ت	ہمس	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	
ث	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	
ج	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ
ح	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	
خ	ہمس	رخاوت	استعلاء	انفتاح	اصمات	
د	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ
ذ	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	
ر	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف / [illegible]
ز	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر
س	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر
ش	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اصمات	تفشی
ص	ہمس	رخاوت	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر
ض	جہر	رخاوت	استعلاء	اطباق	اصمات	
ط	جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ
ظ	جہر	رخاوت	استعلاء	اطباق	اصمات	
ع	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات	
غ	جہر	رخاوت	استعلاء	انفتاح	اصمات	
ف	ہمس	رخاوت	استفال	انفتاح	اذلاق	
ق	جہر	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	قلقلہ
ک	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	
ل	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف
م	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	
ن	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات	
و	جہر	رخاوت	استفال	انفتاح	اذلاق	لین

ا کے پُر ہونے کا بیان

سوال: اللہ کے لام کو کیوں پُر پڑھا جاتا ہے؟

جواب: ① ثبوت روایت ② عقلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام سے پہلے فتحہ ضمہ ہو تو اللہ کا نام پُر پڑھا جائے گا

سوال: یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ (لام) کے ماقبل کسرہ ہو تو پھر بھی لفظ اللہ کی عظمت اسی طرح برقرار رہتی ہے اس حالت میں اسے باریک کیوں پڑھا جاتا ہے اسے بھی پُر پڑھنا چاہیے؟

جواب: لام اپنی اصل پر ہے یعنی لام میں (استفال) ہے اس لیے باریک پڑھا جاتا ہے اصلی حالت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

سوال: طریقہ شاطبیہ میں ن ساکن اور تنوین کا ادغام لام اور را میں ادغام بلا غنہ ہے؟

جواب: طریقہ جزریہ میں نون ساکن اور تنوین کا ادغام لام اور لا میں بلا غنہ بھی جائز ہے طریقہ جزریہ میں بھی ادغام باغنہ کے لیے شرط یہ ہے کہ نون مرسوم ہو یعنی لکھا ہوا ہونا ضروری ہے جیسے اَن لَّا اور اگر نون لکھا ہوا نہ ہو تو ادغام باغنہ جائز نہیں جیسے اَلَّا تَعْبُدُوْ۔

اظہار کے دو اسباب ہیں

1- ثبوت روایت
2- دو حرف ایسے قریب آجائے جن کا مخرج دور دور ہو

ادغام کے چار اسباب ہیں

1- ثبوت روایت
2- دو حرف ایسے قریب آجائیں جن کا مخرج اتنا قریب ہو کہ اظہار نہ ہوسکے
3- مدغم کا ساکن ہونا
4- مدغم فیہ کا متحرک ہونا۔

اخفاء کے تین اسباب ہیں

1. ثبوت روایت
2. دو حرف ایسے قریب قریب آجائیں جن کا مخرج نہ اتنا دور ہو کہ اظہار کر سکیں۔
3. نہ اتنا قریب ہو کہ ادغام کر سکیں۔

اخفاء کیوں کرتے ہیں

1) ثبوت روایت۔
2) مخارج میں کچھ قرب اور کچھ بعد۔

اظہار کیوں کرتے ہیں

1) ثبوت روایت
2) دوری مخرج

ادغام کیوں کرتے ہیں

1) ثبوت روایت
2) قرب اتحاد مخرج
3) مدغم کا ساکن ہونا مدغم فیہ کا متحرک ہونا

اقلاب کیوں کرتے ہیں

1) ثبوتِ روایت

2) وجہ اخفاء والی ہے نہ اتنا قرب ہے کہ ادغام کر سکیں اور نہ اتنا دوری ہے کہ اظہار کر سکیں اخفاء کرنا چاہیے لیکن (ب) سے پہلے (ن) میں اخفاء مشکل ہے اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے ایک ایسے حرف سے بدلنا مناسب سمجھا جائے جس کا تعلق دونوں سے ہو پس (م) ہی ایک ایسا حرف ہے جو ایک پہلو سے (ب) سے ملتا ہے اور ایک پہلو سے (ن) سے ملتا ہے (م) (ب) اور (ن) کے فاصلے سمیٹ کر ایک کر دیتی ہے لہٰذا (ن) کو (م) سے بدل کر ایک الف کے برابر غنہ کر کے پڑھیں گے۔

موانع ادغام

1- حروف مدہ کا غیر مدہ میں۔ — قَالُوْا وَهُمْ
2- حروف حلقی کا غیر حلقی میں۔ — لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا
3- حروفِ حلقی کا اپنے مجانس میں۔ — فَاصْفَحْ عَنْهُمْ
4- حروفِ حلقی کا اپنے مماثل میں۔ — مَالِيَهْ هَلَكَ

حرکات کی ادا کے بیان میں

فتحہ: انفتاحِ فم اور صوت کے ادا ہوتا ہے۔

کسرہ: انخفاضِ فم اور صوت کے ادا ہوتا ہے۔

ضمہ: انضمامِ شفتین کے ظاہر ہوتا ہے۔

ابتدائی ہمزہ کی دو قسمیں ہیں۔

① ہمزہ اصلیہ ② ہمزہ زائدہ

ہمزہ اصلیہ:- اس ہمزہ کو کہتے ہیں۔ جو حروف اصلیہ یعنی ف۔ ع۔ ل کے مقابلے میں آئے جیسے۔ اَمَرَ

ہمزہ زائدہ: اس ہمزہ کو کہتے ہیں۔ جو حروف اصلیہ یعنی ف۔ ع۔ ل کے مقابلے میں نہ ہو، آئے جیسے اَفْلَحَ۔

ہمزہ زائدہ کی دو قسمیں ہیں:-

① ہمزہ قطعی ② ہمزہ وصلی

ہمزہ قطعی۔ ہمزہ قطعی کی نو قسمیں ہیں۔

1) باب افعال کا ہمزہ جیسے = اَمْكَنَ
2) واحد متکلم کا ہمزہ جیسے = اَشْرَبُ
3) اعلام کا ہمزہ جیسے = اَكْرَمُ
4) اسم تفضیل کا ہمزہ جیسے = اَسْجَلُ
5) فعل تعجب کا ہمزہ جیسے = مَا اَسْمَعَهٗ
6) حرف کا ہمزہ جیسے = اِنَّ
7) ندا کا ہمزہ جیسے = اَحَبِيبَ اللّٰهِ
8) استفہام کا ہمزہ جیسے = اَكَرَمْتَ
9) جمع کا ہمزہ جیسے = اَقْوَالٌ

ہمزہ وصلی: ہمزہ قطعی کی نو قسموں کے علاوہ جو ہمزہ زائدہ ہوگا وہ ہمزہ وصلی ہوگا جیسے = اِرْجِعُوْ = اِمْشُوْ

تجوید کی حقیقت کیا ہے :: مخارج صفات

اور تمام قواعد کی رعایت کرکے دونوں غلطیوں سے بچ کر قرآن کریم پڑھنے کا نام تجوید ہے۔

اصول مخارج کتنے ہیں

اصول مخارج پانچ ہیں

1. حلق
2. لسان
3. شفتین
4. خیشوم
5. جوف

ا ب ت

ا ر ا ہمر ا ...

ا ا ا

قاری مقری کے لیے چار علموں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ علم تجوید

۲۔ علم اوقاف

۳۔ علم رسم عثمانی

۴۔ علم قرآت

۱۔ علم تجوید :-

علم تجوید یعنی حروف کے مخارج و صفات کا جاننا تجوید کا موضوع غرض و غایت اور تجوید کی حقیقت علم تجوید میں شامل ہے۔

۲۔ علم اوقاف :-

یعنی اس بات کا علم رکھنا کہ کس کلمہ پر کس طرح وقف کرنا ہے۔ نیز محل وقف میں تام کافی، حسن و قبیح اور ان کے احکام کا جاننا۔ علامات وقف اور غیر علامات وقف کے احکام کے متعلق جاننا بھی علم اوقاف ہے۔

۳۔ علم رسم عثمانی :-

علم رسم عثمانی کا جاننا ضروری ہے کہ کس کلمہ کو کہاں پر کس طرح لکھنا ہے رسم میں مطابقت کے تحت کلماتِ قرآنیہ کو لکھا گیا ہے۔ مثلاً لفظ رحمٰن قرآن میں بغیرِ اضافیت الف لکھا گیا ہے۔

محمد حسن رضا والد کا نام غلام غوث

یہ سب اس لیے ہے کہ قرآن کریم زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جس طرح لکھا گیا اس ہی طرح صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا گیا اور پھر اسی ترتیب سے عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں اجماعِ صحابہ سے اہتمام کیا گیا۔ فرق ان ادوار میں صرف اتنا ہی ہے کہ جمع اول میں غیر مرتب تھا اور جمع ثانی میں سورتوں کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا۔ الغرض صحابہ کرام کے دور میں تمام صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے جس طرح لکھا ویسے ہی حضرت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں لکھا گیا اور تمام تابعین و تبع تابعین اور آئمہ اربعہ نے اس ترتیب دائم کو قبول کیا۔

۴- علم قرأت:-

چوتھا علم علم قرأت یعنی قرآن کو بغیر کسی تحریف کے بالکل عین قواعدِ اصلیہ کے تحت ادا کرنا۔ اور یہ قرأت وہ قرأت ہے جو عشرہ مبشرہ سے ثابت ہے۔